حوالہ دیا گیا ہے جہاں پر یہ حکم ہوا کہ آنحضرت	بائیسواں (جلالین ص ۲۲۲)

کی پیروی اور اطاعت کریں۔ قتادہ تابعی نے اسپر یہ قول خداوندی پیش کیا ہے کہ آپ اپنی خواہش نفس سے دین میں کچھ نہیں فرماتے جو کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں اور قرآن میں یہ رغبت دلائی ہے۔ کہ لوگ تمام مومنین کی راہ اختیار کریں۔ آنحضرت نے یہ بھی پسند کیا ہے کہ دوسرے لوگ اصحاب نبوی کی پیروی اختیار کریں۔ یہ اکابر اہل اسلام کی تفسیروں کی شہادت ہے۔ جس میں صاف بیان ہے کہ قرآن مجید کا تفصیل و بیان احکام ہونا اس معنی سے ہے کہ بیان و تفصیل حدیث ہی قرآن ہی تفصیل ہے تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۲۵ میں تفصیل کلشی کے ادہ معنی ہی

اب ہم خاص چکڑالوی کی تفسیر سے اس مضمون کے اقوال نقل کرتے ہیں جن میں اس نے یہ اقرار کیا ہے اور ان الفاظ و آیات کا وہی مطلب بیان کیا اور آنحضرت کا منصب تشریح و تفسیر قرآن تسلیم کیا ہے اور حدیث کو تفسیر و تفصیل و تبیین قرآن اور آنحضرت کو حقانی مفسر تسلیم کیا ہے۔

یہ امر ظاہر ہے کہ چکڑالوی [illegible] تفسیر کے [illegible] ما قبل آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفسر ربانی حکیم حقانی کے خطاب سے یاد فرماکر آیت سبع مثانی و قرآن عظیم کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ پھر ص ۱۴ میں آیت یعلمھم الکتب والحکمۃ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رسول متہین کتاب یعنی قرآن مجید اور الحکمۃ یعنی اوس کی سمجھ اور مطالب سکھاتا ہے یہ صاف و صریح چکڑالوی کا اقرار ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف الفاظ قرآن کا ابلاغ کرتے بلکہ اس کے ساتھ اس کے معانی و مطالب بھی سکھاتے اس اقرار چکڑالوی کو پڑھکر اتباع چکڑالوی اس کی پیروی نہ چھوڑیں۔ تو خداتعالے انکو چھوڑے۔ پھر اسی تفسیر کے ص ۳۰ جانب آخر سے چوتھی سطر میں آنحضرت کو مفسر حقانی حکیم ربانی کے القاب سے یاد کرکے آپ سے ایک حدیث کو قرآن کی تفسیر میں نقل کیا ہے پھر اسکے ص ۸۳ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور سمجھ کہا ہے۔ جس کی اصل عبارت بصفحہ ۳۳۱ نقل ہو چکی ہے

٭ ان معنوں سے بھی ہمارے بیان سابق کی تائید ہوتی ہے

٦٩

پھر صفحہ ۱۱۱ میں حدیث کو حکمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مفسر حقانی قرآن کہا ہے۔ اس صفحہ کی عبارتیں ہی ص۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر ص۱۱۲ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور آنحضرت کو مفسر حقانی کہا ہے اس کی عبارتیں ہی ص۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر ص۱۹۶ میں آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ نقل کرکے اس کا وہی ترجمہ کیا ہے جسکو اب غلط ترجمہ بتاتا ہے یعنی آنحضرت کی اطاعت کو اور ہر قسم کی حکومت کی اطاعت کو واجب کہا ہے پھر ص۲۷۹ سطر ۴ جانب اخیر میں حضرت مسیح کے متعلق ایک حدیث نبوی نقل کرکے اسکو قرآن کی تفسیر کہا ہے پھر ص۲۸۴ سطر ۱ میں حضرت مسیح کے متعلق گیارہ پیشگوئیاں نقل کرکے انکو تفسیر حقانی اور قرآن کی تبیین و تفصیل کہا ہے پھر ص۲۹۳ سطر ۱۱ میں ایک حدیث کو تفصیل قرآن کہا ہے پھر ص۳۱۸ سطر آخیر میں سنت کو کتاب اللہ کی تفسیر و تبیین و تفصیل کہا ہے پھر ص۳۴۱ سطر اخیر میں حدیث کو کتاب اللہ کی تبیین و تفصیل کہا ہے۔ ان مقامات کی اصل عبارات ہم نقل کریں تو ایک طومار بن جائے۔ ناظرین یہ الفاظ جو ہمنے نقل کئے ہیں ان مقامات محولہ میں دیکھ لیں اور انصاف سے کہیں کہ ان اعتقادات کے برخلاف چکڑالوی کا یہ کہنا کہ آنحضرت کو صرف ابلاغ الفاظ قرآن کا منصب عطا ہوا تھا اور تفسیر و تفصیل مطالب معانی قرآن کا منصب نہیں دیا گیا اور قرآن میں آپ کی نسبت تفصیل کرنے کا لفظ نہیں بولا گیا۔ جو الفاظ بیان تعلیم آپ کی نسبت کہے گئے ہیں ان سے آپکا منصب تفصیل و تفسیر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ طرفہ دروغگوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغ گوئی کس چیز کا نام ہے اور اس **طرفہ پر طرہ** یہ کہ مباحثہ میں چکڑالوی سوال اول کے جواب میں خود مان چکا اور بصفحہ (۴ مباحثہ) کہہ چکا ہے کہ جن آیات کتاب اللہ میں رسول اللہ صلعم خود ہی اشد محتاج تھے تعلیم ہی کے انہیں تمام لوگ عموماً خصوصاً صحابہ قیامت تک اشد محتاج ہوتے ہیں حدیث شریف کے جس طرح اشد محتاج خود ہی رسول اللہ صلعم تعلیم عمل کے تھے پھر **سوال دوم** کے جواب میں بصفحہ ۵ مباحثہ کہہ چکا ہے کہ حدیث صحیح سے مراد قول یا فعل یا تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپنے کسی مسئلہ قرآنیہ کے متعلق کیا یا کہا یا کسی کے کئے کو ثابت رکھا اور یہ تمام امور قرآن کے ترجمہ یا تشریح تک

محدود ہیں۔ ان اقوال میں چکڑالوی نے حدیث نبوی کو قرآن کی تشریح مان لیا ہے۔ اور عام لوگوں کو جتلایا ہے کہ رسول مقبول کو عملی تعلیم میں احکام قرآن کی تشریح میں حدیث قولی و فعلی کا محتاج ٹھہرایا ہے۔ اور اب آنحضرت کے منصب تفصیل و تشریح سے انکار کیا جاتا ہے اور احادیث نبویہ کی پیروی کو کفر و شرک اور طاغوت کی پیروی بتایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دلیری اور دغگوئی دنیا میں اور کیا ہوگی۔

نویں آیت جس پر غلطی سے نمبر ۱۰ لگایا ہے فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ جو

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا (نساء ع ۱۰)	لوگ خدا اور اس کے رسولوں کے ماننے میں فرق کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کو تو مانینگے مگر رسولوں کو نہ مانینگے وہ پکے کافر ہیں۔

اس کا جواب چکڑالوی نے کوئی نہیں دیا صرف [illegible] رسولوں کا ترجمہ رسالت سے کیا ہے۔ پھر رسالت سے قرآن مراد بتایا ہے۔ یہاں اصل ترجمہ چکڑالوی کا نقل کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کو اس کا ملحدانہ تصرف معلوم ہو۔ وہ اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ یعنی اس کے رسول کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولوں کی رسالت میں فرق کریں یعنے کتاب کو جدا اور رسالت رسول کو جدا سمجھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے الخ۔

الجواب

اس ملحدانہ تصرف کا یہی جواب ہے۔ کہ ظاہر الفاظ قرآن کو چھوڑ کر من گھڑت معنی مراد ٹھہرانا کفر و الحاد ہے اور یہ فرقہ باطنیہ کا شیوہ ہے جو اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں **شرح عقاید** اور **فقہ اکبر** میں ہے۔

50

النصوص من الکتب والسنۃ تحمل علے ظواھرھا مالم یصرف عنہا مانع قطعی والعدول الی معان یدعیہا الملاحدۃ الباطنیۃ زندقۃ

(شرح عقائد وشرح فقہ اکبر)

کہ قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے الفاظ سے انکے ظاہری معنے مراد لئے جائینگے۔ جبتک کہ کوئی قوی مانع ظاہر سے نہ روکے اور جو معنی خلاف ظاہر ملحدین باطنی مراد بتاتے ہیں وہ چھپا کفر ہے "

باطنی ملحدوں کے اس قسم کے معنی جو آیات نماز و زکوٰۃ و حج کے وہ مراد بتاتے ہیں۔ ان کی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۳ میں بضمن فتوے علماے پنجاب و ہندوستان بحق مرزا قادیان بیان ہوئے ہیں۔ یہ اقوال فہمایش اہل اسلام نقل کئے گئے ہیں۔ چکڑالوی جو حدیث چھوڑ قرآن کو بھی نہیں مانتا چہ جاے اقوال علما۔ اسپر الزام قایم کرنے کے واسطے اس کا قول نقل کیا جاتا ہے۔ وہ اس آیت کا ترجمہ مباحثہ کے صٹ میں ایسا کر چکا ہے جس میں رسل سے رسول رسالت مراد بیان کر چکا ہے۔ وہ ترجمہ یہ ہے۔ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کی کلام میں اور اسکے رسولوں کی کلام میں فرق کریں ایسا کرنے سے یہ لوگ بڑے سخت پکے کافر ہیں۔ اس الزام کے علاوہ وہ چکڑالوی [illegible] آیت زیربحث کا کیا ہے وہ کیونکر بن سکتا اور صحیح ہو سکتا ہے۔ یہ صاف اور کھلی بات ہے۔ کہ تفرقہ جسپر اس آیت میں وعید ہے ہمیشہ دو چیزوں میں ہوتا ہے نہ ایک چیز اور اس کے دوسرے نام یا تفسیر میں۔ پس اگر آیت زیربحث میں خدا تعالے اور اسکے رسل سے ایک چیز ہی (قرآن یعنی کتاب اللہ) مراد ہوتی۔ تو اس ایک چیز میں تفرقہ کرنے پر کفر کا حکم کیوں لگایا جاتا اور اُس کے مابعد والی آیت میں اس ایک ہی چیز میں تفرقہ نہ کرنے والوں کو ثواب کا وعدہ کیوں دیا جاتا۔ نزول ان آیات کے وقت میں ایسے کون لوگ تھے جو اللہ تعالے اور اُس کی کتاب کو جدا جدا سمجھتے تھے اور اس وجہ سے وہ بقول چکڑالوی سخت اور پکے کافر کہلائے۔ اور وہ کون لوگ تھے جنھوں نے خدا تعالی اور اس کی کتاب کو ایک سمجھا اور اس وجہ سے خدا تعالی نے انکو مومن کہا۔ ان دونوں آیتوں میں ان دونوں فریق کے حال کی حکایت ہے۔ لہذا ضروری امر ہے کہ نزول قرآن کے وقت دونوں فریق کے اشخاص موجود ہوں

مفید

اور یہ جائز نہیں ہے۔ کہ آج کل کے لوگ اِن آیات کے مصداق ہوں یعنی۔ چکڑالوی اور اس کے پیرو جو اللہ تعالےٰ کو اور اس کی کتاب کو یا رسالت کو جدا نہیں سمجھتے دوسری آیت کے مصداق اور مومن ہوں اور روئے زمین کے مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو ایک ابدی و ازلی مستقل ذات سمجھتے ہیں اور اُسکے رسولوں کو جو خدا تعالےٰ کے اشرف مخلوق ہیں یا اُنکے کلام کو جو انسانی کلام ہے (گو اُس کا مضمون الہامی ہے) جدا سمجھتے ہیں پہلے آیت کے مصداق اور کافر ہوں کیونکہ اُن آیات میں موجودہ زمانۂ نزول کی حکایت ہے۔ چنانچہ چکڑالوی نے اس کا ترجمہ حال کے صیغوں "چاہتے ہیں اور جدا سمجھتے ہیں" سے کیا ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ زمانہ آیندہ کے افراد اسکے مصداق ہوں پس اگر چکڑالوی زمانہ نزول کے وقت اِن دونوں آیتوں کے مصداق پیدا نہ کرسکے اور اس کی مثال میں کسی شخص یا فرقے کا نام نہ لے سکے تو پھر شرم و حیا کو کام میں لاکر مان لے کہ اسکے من گھڑت معنی صرف اسکا الحاد اور محض زندقہ و الحاد ہے اور آیت کے معنے صحیح وہی ہیں جو تمام مسلمان کرتے چلے آئے ہیں اور تفسیروں میں بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہی معنے ایسے ہیں جنکے زمانہ نزول آیت میں مصداق موجود تھے پہلی آیت قرآن کا مصداق تو کفار تھے جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولوں میں یوں فرق کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے ہیں اور اُس کے رسولوں کو نہ مانتے تھے اور آیت دوم کے مصداق عام مومن مسلمان تھے جو اللہ اور اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں اس طور پر فرق نہ کرتے کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے اور اسکے رسولوں میں سے کسیکو نہ مانتے۔ آیت دوم میں لفظ لا نفرق بین احد منھم یعنی ہم اُن میں سے ایک کو بھی نہ ماننے سے فرق نہیں کرتے ایسا شاہد ناطق اور دلیل قطعی ہے جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ لفظ رسل سے اس آیت میں خدا تعالیٰ یا اس کا کلام (قرآن کتاب اللہ) ہرگز مراد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام رسول مراد ہیں۔ جن میں سے ایک کو نہ ماننا ہی کفر اور ایمان کے برخلاف ہے اور اگر لفظ رسل سے مراد خدا تعالےٰ ہی کا کلام (قرآن) مراد ہوتا تو دوسری آیت میں لفظ مِنْهُمْ جمع مذکر جس کے واسطے کم سے کم بحکم اقل الجمع ثلث تین اشخاص کا ہونا ضروری ہے کیوں بولا جاتا ہے اور اس ضمیر کا مرجع کہاں اور کون ہے **افسوس** مجھے بار بار

کہنا پڑتا ہے۔ کہ چکڑالوی بیعلم ہے اس کی بیعلمی اور مسائل صرف و نحو و عربیت سے ناواقفی اس کو اجتہاد سراسر الحاد پر جو اس آیت کے ترجمے میں اس سے سرزد ہوا ہے باعث ہوئی ہے۔ صرف و نحو میں تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا بھی یہ جرات نہیں کرسکتا جو اس ترجمہ میں اس سے ہوئی ہے۔ یہی اجتہاد سراسر الحاد چکڑالوی نے آیت نمبر ۳۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں لفظ رسول کے ترجمہ میں کیا ہے چنانچہ ۵۶ اس رسالہ میں رسول کا ترجمہ رسالت کیا ہے اور واو والرسول واو عطف بنا کر کہا ہے وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہ کی تفسیر ہے۔ اس ترجمے کے الحاد ہونے پر وہی دلیل ہے۔ کہ رسول سے رسالت مراد لینا ظاہر کے خلاف ہے جسکا بلا مانع قوی ترک کرنا الحاد ہے اور اس الحاد کا بطلان و فساد معلوم کرنے کے لئے یہ بھی چکڑالوی کو سوچنا چاہئے۔ کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ کا عطف تفسیر اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہو کیونکر سکتا ہے۔ اور عطف تفسیر کسکو کہتے ہیں اور تفسیر کس کا نام ہے۔ کیا مسلمان صحابہ کرام جو اس آیت میں سب سے پہلے مخاطب ہیں یا اُس زمانے کے تمام مسلمان خواص و عوام جو خدا پر اور خدا کی کتاب پر ایمان لا کر یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے مخاطب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی کتاب کو سمجھتے اور [illegible] اور اَطِیْعُوا اللّٰہ کے معنی ان پر مخفی یا مشتبہ تھے جس کے تفسیر کرنی اور کھولنے کی خدا تعالیٰ کو ضرورت ہوئی اور اس کی تفسیر کی اور وہ بھی ایسے الفاظ سے اَطِیْعُوا الرَّسُوْل جو اطیعوا اللہ سے بڑھکر نہیں جو تفسیر کے لئے ہونا چاہئے اور یہ ایک ضروری امر ہے بلکہ اطیعوا الرسول کا مضمون تو اطیعوا اللہ کے مضمون کی نسبت بہت کچھ خفا رکھتا ہے۔ تب ہی اور اسیواسطے چکڑالوی کو اسکی تفسیر کی ضرورت پڑی اور رسول سے اس نے رسالت مراد بتائی۔ اگر اطیعوا الرسول میں اطیعوا اللہ کی نسبت وضاحت ہوتی (جو تفسیر کے لئے ایک لازمی امر ہے) تو پھر چکڑالوی کو اُس کی تفسیر رسالت سے کیوں کرنی پڑتی۔ کیا دنیا میں کسی نے کبھی ایسی تفسیر بھی کی ہے جو مفسر کی نسبت خفی ہو اور اُس کی تفسیر پھر کرنی پڑے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اِس تفسیر رسالت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اطیعوا الرَّسُوْل کو اطیعوا اللہ کی تفسیر کہنا باطل ہے کیونکہ یہ لفظ پہلے لفظ سے معنی

مراد میں مخفی ہے اور ایسا مشتبہ جس کو مطلب و ربطن شاعر کہا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے اسکا مفسر ہونا فاسد و باطل و ناممکن ہے۔ یہی اجتہاد و سراسر الحاد چکڑالوی نے رسالہ کے صفحہ ۶۵ میں ترجمہ آیت ۲ و ۵ و ۶ میں کیا ہے۔ انہیں سے جو پہلی آیت میں کؔ ضمیر مخاطب ہے جو آنحضرت کی طرف راجع ہے اور پانچویں آیت میں ضمیر یطاع سے جو رسول کیطرف راجع ہے رسالت مراد بتائی ہے۔ اس میں الحاد سابق سے بڑھکر الحاد کیا ہے ضمائر سے جو ذات اور شخص خاص کے لئے موضوع ہیں ان کے متعلقات رسالت و کتاب مراد لی ہے اور چھٹی آیت میں اپنے وہی سابق الحاد کیا رسول سے رسالت مراد ٹھہرا کر احمق و بے علم پیرووں کو دہوکہ دیا۔

اس الحاد کے فساد و بطلان پر بھی بیان سابق کافی دلیل ہے علاوہ بران چھٹی آیت میں الحاد کے متعلق یہ کہنا ہی تیر بہدف ہے۔ کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ایک شرط و جزا ہے اور شرط و جزا کے مفہوم و مصداق میں مغائرت ہونا ضروری امر ہے اس ضرورت مغائرت سے صاف ثابت ہے کہ من یطع الرسول سے اطاعت رسول اُس اطاعت سے علاوہ و مغائر جو خدا کی اطاعت کیجاتی ہے مراد ہے اور اس جملہ شرطیہ سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل و تقریر میں اطاعت کرے گا وہ خدا کی کتاب ہی کی اطاعت کرنیوالا قرار دیا جائیگا اور جس شخص نے اس رسول کی اطاعت سے اور خدا کے اُس حکم سے مُنہ پھیرا اوس سے خدا سمجھیگا اور اگر بقول چکڑالوی من یطع الرسول سے بھی خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کی پیروی مراد ٹھہرائی جاوے۔ تو اس جملہ شرطیہ کے معنے یہ ہونگے کہ جس نے خدا کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جو سراسر لغو و عبث مضمون ہے تعالی اللہ عما یقولون الظالمون الملحدون علوا کبیرا۔

اِس تفصیل و تحقیق سے چکڑالوی کے جملہ الحادات کا فساد ظاہر ہوا اور ناظرین کو ثابت ہو گیا کہ یہ شخص آیات کتاب اللہ میں صرف الحاد کرتا ہے آیات قرآنیہ کو جو وجوب اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قطعی نصوص ہیں تحریف کرتا اور قرآن مجید سے کھیل کر رہا ہے۔

باقی آئندہ

دسویں آیت (جسپر غلطی سے ۱۱ لگایا گیا ہے) فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ یہ رسول اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا جو کہتا ہے وحی سے کہتا ہے۔ اسکے جواب کا چکڑالوی نے ص۲۲ پر حوالہ دیا ہے اور ص۲۳ میں کہا ہے کہ اس آیت میں یہی مراد ہے کہ آیات قرآن مجید رسول اللہ اپنے ہوائے نفس سے نہیں کہتے ہیں بلکہ وحی سے کہتے ہیں۔ اس آیت میں عام نطق رسولی کو وحی نہیں کہا کیونکہ قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی درج ہیں جو آپنے اپنے خیال و خواہش سے کہیں جیسا کہ دو چار مثالیں بطور نمونہ نقل ہو چکی ہیں لہذا اس آیت کا یہ ترجمہ کرنا کہ آپ جو کچھ دین میں کہتے ہیں خواہش نفس سے نہیں کہتے بالکل غلط ہے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ آپ قرآن مجید اپنے پاس سے نہیں بناتے۔

الجواب

جو معنے اس آیت کے ہمنے بیان کیے ہیں اور عام مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں یہی معنے چکڑالوی نے اپنی تفسیر اور دیگر تصانیف میں بیان کیے ہیں تفسیر کے ص۲ میں اس آیت کا ترجمہ بایں الفاظ کیا ہے۔ یہ ہمارا رسول اپنی طرف سے ہمارے دین کے بارے میں فقط وہی کہتا ہے جسکے کہنے کیلئے بذریعہ وحی اسکو حکم ہوتا ہے۔ اور ص۱۱۲ میں اس نے آنحضرت کی قول آیت یؤمنون بالغیب کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے اور وحی الہی قرار دیا ہے۔ اور رسالہ تراویح کے صفحہ ۵۹ سطر ۴ میں آنحضرت کے ایک قول متعلق تراویح کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ اور اس قول کو وحی الہی قرار دیا ہے اور طرفہ یہ کہ مباحثہ کے ص۷ میں حدیث نبوی کو ترجمہ قرآن کہکر اور کلام خدا میں فرق کرنے والے کو کافر ٹھہراکر حدیث نبوی کو اس آیت مصداق ٹھہرایا۔ اور وحی الہی قرار دیا۔ اب چکڑالوی کا اس معنے کو بالکل غلط کہنا کیونکر لائق قبول و اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس معنے کے غلط ہونے پر جو اس نے دلیل پیش کی ہے کہ آنحضرت سے بعض باتیں خواہش نفس سے بھی سرزد ہوئی تھیں اسلئے ہر ایک بات کا خواہش نفس سے ہونا صحیح نہیں ہو سکتا اسکا جواب یہ ہے کہ جو باتیں آپ سے خواہش نفس یا انسانی عقل سے سرزد ہوئی تھیں ان باتوں کو خدا تعالے یا خود آنحضرت نے بیان کر دیا ہے۔ اور ان کی نسبت بتایا گیا ہے کہ وہ باتیں لائق پیروی واقعہ نہیں (جیسے آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ انسانی عقل سے حکم دیا تھا کہ نر کھجور کا پھل مادہ کھجور پر

نہ ڈالو۔ اور جب لوگون نے اس حکم کی تعمیل کی تو کھجور کے پھل کی کمی ہوئی۔ تب آنحضرت نے صاف فرمایا کہ دنیا کے کام تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ میں جب دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسکو قبول کرلیا کرو۔ ایسی باتوں کے علاوہ جس قدر اقوال وافعال وہدایات متعلقہ دین آنحضرت سے سرزد ہوئے ہیں اور انکو نہ تو خدا تعالےٰ نے نامنظور فرمایا اور نہ خود آنحضرت نے انکا خلاف ظاہر کیا۔ اُن سب کا وحی الٰہی ہوں بحکم آیت مذکورہ باقی ومسلّم رہا۔ تمام مسلمان جانتے اور مانتے ہیں اور جب چکڑالوی مسلمان تھا تو وہ بھی مانتا تھا اور اس مباحثہ میں بھی مان چکاہے کہ آنحضرت کی تقریر (کوئی کچھ کہے یا بولے اور آنحضرت اسکو دیکھکر یا سنکر سکوت اختیار کریں) لایق سند وحجت ہے اور آنحضرت کے خاموش رہنے سے اس فعل یا قول کا صحیح ہونا ثابت ہوتاہے تو پھر خدا تعالےٰ کی تقریر (آنحضرت کے قول یا فعل کو دیکھکر اسپر سکوت کرنا اور اسپر ناخوشی ظاہر نفرمانا) کیون شرعی حجت نہ ہوگا؟ اور کیا اُس سے ثابت اور متیقن نہو گا؟ کہ وہ فعل یا قول نبوی اللہ تعالےٰ کے حکم اور اجازت ومرضی سے وقوع میں آیاہے؟ اور یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے جسکو وحی تقریری کہا جاسکتا ہے۔ چکڑالوی [illegible] کو ہم آنحضرت کے ہرایک قول وفعل کا جسپر خدا تعالےٰ نے انکار کیا ہو نہ خود آنحضرت صلعم نے اس کا خلاف ظاہر کیا ہو خدا تعالیٰ کی وحی اور مرضی سے صادر ہونا صریح آیات قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (یونس رکوع ۶)

اللہ تعالےٰ نے فرمایاہے۔ اے رسول تو جس حال میں ہوتا ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اور تم سب لوگ جو کام کرتے ہو ہم حاضر وناظر ہوتے ہیں جب تم اس کام میں لگتے ہو اور تیرے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر اور نہ اُس سے چھوٹی نہ بڑی آسمانوں اور زمین میں غائب ومخفی نہیں ہے۔ ایک اور

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (سورۃ مریم ع ۴)

آیت میں ارشاد ہوا ہے تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

یعنے ایسا نہیں کہ تجھے بھول جائے اور تجھ پر اپنی وحی نازل نہ کرے۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تب نازل* ہوئی تھی جب نزول وحی میں کچھ دیر ہوگئی تھی۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورہ آل عمران ع ۱۸)	خدا ایسا نہیں کہ مومنوں کو جس حال میں وہ ہوں یوں ہی چھوڑدے اور ناپاکی (ناحق) کو پاک

(حق) سے ممتاز نکرے۔ ان آیات سے صاف اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا تعالیٰ نے سب کچھ جان لیا۔ آپ کا کوئی قول یا فعل نہ خدا تعالیٰ پر مخفی رہا اور نہ خدا تعالیٰ ان اقوال و افعال کی نسبت وحی بھیجنا اور حکم دینا بھول گیا۔ بلکہ از انجملہ جو قول یا فعل آپ سے بمقتضائے بشریت بطور سہو یا نسیان یا غلطی سرزد ہوا اسکو فوراً دین سے علیحدہ کیا اور اس کی غلطی پر لوگوں کو آگاہ کردیا اور جو کچھ باقی رہا وہ سب کا سب خدا کے نزدیک حق اور دین تھا۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے حکم اجازت اور رضا کے مطابق سرزد ہوا تھا اس میں آپ کی خواہش یا خطا یا وسوسہ شیطان کا کوئی دخل نہ ہوا تھا اگر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسکو [illegible] نہ چھوڑتا اس سے بھی بڑھکر چکڑالوی پر ایک سخت الزامی حجت وہ آیت قرآن ہے۔ جس میں ارشاد ہے۔ کہ نبی کی

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (ع ۷)	خواہش میں شیطان نے کچھ ملادیا تو خدا تعالیٰ نے شیطانی ملونی کو مٹا دیا۔ اس آیت کو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۳ میں نقل کرکے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جسقدر

ایسے خیالات اور آرزوئیں سہواً آپ کی زبان ظاہر ہوئے ہیں (جنکی تعداد اٹھارہ سے زیادہ نہیں کم ہو تو ہو) ان کو خدا تعالیٰ نے منسوخ کرکے رسول اللہ کو ان سے پاک و مبرّی کردیا اور آپکی امت کو ایسی تمنا و خیال کی پیروی سے ہٹا کر خالص اپنی آیتوں کا متبع بنایا۔ ہم اس نتیجہ مستخرجہ چکڑالوی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے یا فعل احکام دین

* یہ تب نزل لما تاخر الوحی ایاما و قال النبی صلعم لجبریل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا الآیۃ (رواہ البخاری عن ابن عباس کمالین)

بذریعہ احادیث قولی و فعلی ظہور پذیر ہوئے اور اُن کی تعداد لاکھوں سے کم نہیں زیادہ ہو تو ہو از انجملہ
جن اقوال و افعال کو خدا تعالےٰ نے مٹا دیا ہے اور اُن کی پیروی سے امت کو ہٹا دیا ہے۔ صرف وہ اقوال
تو خدا کی طرف سے اور اس کے حکم اور وحی اور مرضی سے نہ تھے باقی سب کے سب اقوال خدا تعالےٰ کی
وحی سے اور حکم اور مرضی سے تھے اور از و مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ میں داخل
تھے تب ہی خدا تعالےٰ نے انکو نہ مٹایا اور ان کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا۔ اور اگر وہ اقوال خدا کی
وحی سے نہ ہوتے۔ اور القاء شیطانی یا عقل انسانی سے سرزد ہوتے۔ تو خدا تعالےٰ ان کو بھی ضرور
مٹاتا اور آپ کی امت کو اُنکی پیروی سے ہٹاتا اور خوب کھول کر اور صاف صاف الفاظ میں یہ حکم
قرآن مین نازل فرماتا کہ وہ لاکھوں اقوال جو آنحضرت کی زبان سے سرزد ہوئے اور ہوتے ہیں
اور آیندہ زندگی بھر میں ہوتے رہینگے وہ سب کے سب القاء شیطانی ہیں یا نتیجہ عقل انسانی ان کی
پیروی ہرگز نہ کرنا اور انکو ہماری وحی سے اور ہمارے احکام نہ سمجھنا۔ اور ایسا ہی خدا تعالےٰ آپکی
ان افعال کی نسبت جنکا قرآن میں ذکر نہیں حکم نازل فرمایا اور جبکہ نہیں خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین آپکے اُن لاکھوں اقوال
و افعال کی نسبت [illegible] خدا تعالےٰ کے
اس وعدے یا عادت معہودہ کے مطابق جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے بجز اس کے اور کیا یقینی
نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ اقوال و افعال القاء شیطانی یا نتیجہ عقل انسانی نہیں ہیں بلکہ سر بسر وحی حقانی
ہے۔ جس کا آیت زیر بحث میں ذکر و بیان ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی حجت قاہرہ و برہان ظاہرہ
و باہرہ ہے جسکے نتیجے مذکورہ سے چکڑالوی کہیں بھاگ نہیں سکتا اور قیامت تک اس کا کوئی
جواب اُس سے بن نہ سکیگا۔ اگر وہ کچھ شرم و حیا کا پابند رہا جیسے کہ ایک دانا نے کہا ہے ؎

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند — از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در معنئے کہ غیر خموشی علاج نیست — پر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند

اور اگر شرم و حیا کو اس نے بالائے طاق رکھدیا تو جو چاہے گا کہیگا۔ یہ بھی داناؤں کا مقولہ ہے ؎
بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ جو اس حدیث نبوی کا ترجمہ ہے اذا لم تستحی فاصنع ماشئت۔

اس مدعا کی کہ آنحضرت کا ہر ایک قول و فعل و تقریر جو بسند صحیح آپ سے ثابت ہو وحی الٰہی ہے۔ اور افراد مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی میں داخل اور بہت سی آیات قرآن ہیں جن سے جملہ انبیا اور آنحضرت کی عصمت ثابت ہے۔ مگر اس حجت قاطع و برہان ساطع کے بعد جو چکڑالوی لئے مسلمہ حجت ہے کسی دوسری دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت و حاجت باقی نہیں رہتی اور اس آیت نے اس انکار کی ٹانگ توڑ دی وللہ الحمد (از انجملہ گیارہویں آیت (جسپر غلطی سے ۱۲ لگایا گیا ہے) فتوی میں اس مضمون کے ہے کہ جو کچھ رسول تمکو دے لیلو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ اسکا جواب چکڑالوی نے یہ دیا ہے کہ یہ خاص مال غنیمت کی نسبت حکم ہے۔ نہ عام حکم اور کہا ہے کہ لفظ ما جو اس آیت میں ہے گو عام ہے۔ مگر عام کی عمومیت ان چیزوں کی نسبت مراد نہیں لی جا سکتی جنکے مراد ہونے سے کوئی مانع ہو۔ جیسے آیت اُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ میں ماوراء سے عورت مشرکہ کا فرہ مراد ہونے اور آیت مَا تَرَکَ میں لفظ ما سے مال امانت مراد نہ ہو اور آیت مَا اَفَاءَ اللّٰہُ میں لفظ ما سے شراب و خنزیر اہل کتاب مراد ہونے سے مانع قطعی دوسری آیات قرآن میں موجود ہیں۔

الجواب

اس آیت میں لفظ ما سے غنیمت کے علاوہ احکام نبوی کی مراد ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے۔ جیسے آیت اُحِلَّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ میں لفظ ما سے عورت مشرکہ مراد ہونے سے آیت وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ یعنی مشرکہ سے نکاح مت کرو قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَا تَرَکَ میں لفظ ما سے مال امانت مراد ہونے سے آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا یعنی خدا تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتیں انکے مالکوں کو ادا کرو۔ خود ہضم نہ کر جاؤ قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَا اَفَاءَ اللّٰہُ میں لفظ ما سے خنزیر و شراب اہل کتاب مراد ہونے سے آیات وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ و اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ قطعی مانع موجود ہیں۔ ایسا کوئی مانع آیت وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ

میں لفظ ما سے جملہ احکام نبوی مراد لینے سے موجود نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن میں صدہا آیات اکہ از انجملہ چودہ آیات فتوی میں منقول ہوئے ہیں اور ان کے جواب میں جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ اس کے ردّ و جواب میں اب قلم جاری ہے جس نے چکڑالوی کی زبان کو گنگ اور ٹانگ کو لنگ کر دیا ہے) ایسے دلائل قطعی ہیں جو آنحضرت کے ہر ایک حکم و قول کے اتباع کو ویسا ہی واجب کرتی ہیں جیسے احکام قرآن کے اتباع کو اور اسی وجہ سے اکابر صحابہ نے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے اور وہ قرائن حالیہ و مقالیہ و مواقع نزول آیات قرآن کا مشاہدہ کر رہے تھے اس ما کو جملہ احکام نبوی کی نسبت عام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فتوے میں بصفحہ ۲۲۱ نمبر ۷ جلد ۱۹۔ اشاعۃ السنۃ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپنے گودنے والی بال چننے والی دانت باریک کرنیوالی عورتوں کی لعنت کو جو صرف حدیث نبوی میں وارد ہے خدا کی لعنت اور عمل لعنت افعال مذکورہ حکم خدا قرار دیا ہے اور آیت وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ میں داخل کیا اسکے مقابلہ میں جو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔ کہ جس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] تجھ پر [illegible] اس عورت نے آپ کے اس کہنے کو نہ مانا تھا اور الٹا آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ جیسا کہ پارہ ۲۸۔ رکوع (۱) میں مذکور ہے۔ اور اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت فرض تھی تو کیوں اس عورت پر خدا کیطرف سے جھڑکی نہ آئے"۔ یہ محض دروغ گوئی اور دھوکہ دہی ہے۔ اس دھوکہ دہی میں ہی چکڑالوی نے مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈھ کو مات کر دیا ہے کہ اول تو اِس آیت میں وارد ہے نہ کسی حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ اس عورت کو آنحضرت نے یہ کہدیا تھا۔ کہ تیرا خاوند تجھپر حرام ہے۔ مفسرین نے یہ روایت بلا سند نقل کی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ دوسری روایت بھی نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت نے اسکو یہ فرمایا تھا کہ تیرے معاملہ کی بابت مجھے خدا تعالےٰ کا کوئی حکم نہیں پہونچا اور چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ عام خیال و رواج تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو والدہ کی پشت سے تشبیہ دے اس کی عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے اس لئے وہ عورت گھبرائی اور بار بار اُس نے آنحضرت سے یہ شکایت کی جس کو

55

خدا تعالےٰ نے جھگڑا کہا ہے۔ وثانیاً (بفرض تسلیم صحت روایت اول مفسرین) حکم عام وجوب اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو صدہا آیات قرآن سے ثابت ہوتا ہے خاص کر یہ حکم نبوی مستثنیٰ سمجھا جائیگا جس کو بقول چکڑالوی آنحضرت نے اپنی خواہش نفس سے کہا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس کو مٹا دیا۔ اور اس کی پیروی سے امت کو ہٹا دیا۔ ولیکن اس خاص حکم میں آنحضرت کی پیروی واجب نہ ہونے سے یہ نکلنا کہ آنحضرت کے ہر ایک حکم کی (گو اس حکم کو خدا تعالےٰ نے نہ مٹایا ہو اور اس کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا ہو) اطاعت فرض نہیں دروغ گوئی وو ہو کہ دہی نہیں تو اور کیا ہے اور یہ قیاس مع الفارق بلکہ قیاس بمقابلہ ان نصوص قطعیہ کے (جن میں آنحضرت کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے) نہیں تو قیاس مع الفارق اور قیاس بمقابلہ نص کسی چیز کا نام اور شیطان نے جو بمقابلہ نص اسجدوا لآدم قیاس کیا تھا اس قیاس میں اور اس قیاس چکڑالوی میں کیا فرق ہے؟ وازانجملہ بارہویں آیت جسپر غلطی سے نمبر ۱۳ لگایا گیا ہے فتویٰ میں اس مضمون کی ہے کہ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ عذاب سے ڈریں اس کا [illegible] چکڑالوی [illegible] اس آیت میں امرہ کا ترجمہ حکم رسول [illegible] ہے۔ صحیح ترجمہ حکم خدا ہے اور امرہ کی ضمیر امر کی طرف راجع ہے جو پہلے مذکور ہے نہ رسول کی طرف۔

الجواب

آیت کے سیاق وسباق کی شہادت سے امرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ثابت ہوتا ہے اور ضمیر کا مرجع لفظ رسول ہے جو اس ضمیر سے پہلے تین دفعہ مذکور ہوا ہے۔ اس آیت میں پہلے یہ بیان ہے۔ کہ مومن وہی ہیں جو آنحضرت کے ساتھ کسی قومی کام کے لئے جمع ہو کر بلا اجازت آپ کے نہیں چلے جاتے پھر فرمایا جو لوگ آپ کا اذن چاہتے ہیں وہی مومن ہیں پھر فرمایا جب وہ اذن چاہیں تو حکو رسول چاہے اذن دے پھر فرمایا مومنو! رسول کو ویسے طور پر نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ چھپکر چھپکر مجلس سے کھسک جاتے ہیں۔ اونکو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پھر اُن لوگوں کے حق میں فرمایا کہ وہ لوگ رسول کا حکم خلاف کرنے سے (یعنی بلا اجازت کھسک

جانے سے) عذاب سے ڈرین یہ سیاق صاف مقتضی ہے کہ اَمرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ہے اور امرہٖ کی ضمیر رسول کی طرف راجع ہے اور اسی نظر سے تفسیر معالم اور فتح البیان میں اس آیت کے وہی معنی کیے ہیں جو فتوے میں بیان کئے ہیں پھر ان معنوں کو غلط کہنا کسی صاحب علم و شرم سے تو ممکن نہین اور جسکو نہ علم نہ شرم وہ جو چاہے سو کہے۔

وازانجملہ تیرھوین آیت ہے جسپر غلطی سے عدد ۱۲ لگایا گیا ہے (فتوے مین اس مضمون کی ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول حکم دین تو مومنون کو اس کے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا اس کا جواب چکڑالوی نے وہی دیا ہے جو آیت نمبر ۳ و ۴ وغیرہ کا جواب دیا ہے کہ اس میں رسول کی رسالت مراد ہے اور رسالت سے قرآن اور کہا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ رسول حکم دے غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو قرآن حکم دے اسکے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا۔ اس کا جواب بھی وہی ہے جو آیات مذکورہ کے جواب کا جواب دیا گیا ہے کہ یہان رسول سے رسول مراد نہ ہونا کفر و الحاد ہے اور آیت کے صحیح معنے یہی ہین کہ جو رسول حکم دے اسکے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہیں رہتا چکڑالوی نے اس آیت کے جواب میں ہنسی بھی کی ہے کہ خدا و رسول صلاح و مشورہ کرکے حکم دیتے ہین اور رسول سے رسالت مراد لینے کی ایک دلیل بیان کی ہے کہ رسول خدا کا وکیل تو نہیں ہوتا کہ جو حکم وہ دے خدا کو اس کا ساختہ پرداختہ منظور ہو۔ خدا نے رسول کو صاف ارشاد کیا ہے وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ یعنے تو ان پر وکیل ہرگز نہین مقرر کیا گیا۔ اس مقام میں اس ہنسی کا اور اس کی دلیل جواب دیا جاتا ہے جس کا وعدہ صفحہ (۳۴۳) میں کیا گیا تھا ہنسی کا جواب تو یہ ہے کہ خدا تعالے نو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صلاح مشورہ کرکے حکم دیا کرتا تھا۔ مگر اس کے رسول نے تو دین کا کوئی حکم خدا تعالے کی صلاح و مشورہ اور اس کی وحی اجازت کے بغیر نہین دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دین مین احکام قرآن کے علاوہ جب کسی حکم دینے کا موقعہ پیش آیا۔ آپنے وہ حکم خدا تعالے سے دریافت کیا اوسپر خدا تعالے نے بواسطہ وحی خفی حکم صادر فرمایا

اور وہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو سُنا دیا حاکم حقیقی (خدا تعالیٰ) اور محکوم (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) میں یون ہی صلاح و مشورہ ہوا کرتا تھا۔ اِس صلاح و مشورہ و دلیل وہی آیات قرآن مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى وغیرہ دلائل قطعی ہیں جنکا جواب الجواب دندان شکن چکڑالوی کو مل چکاہے اور اس کا جواب باصواب قیامت تک وہ کچھ نہ دے سکیگا۔

اب رہا اس کی دلیل شعر خذلان و موجب تذلیل مستدل ذلیل کا جواب سو یہ ہے۔

؎ سخن شناس نۂ ملحد اخطا اینجاست۔ میان چکڑالوی نہ تم عربی جانتے ہو نہ محاورات عرب سے واقف ہو۔ نہ قرآن سے تمکو مس ہے اور نہ علوم خوادم قرآن مین تمکو دخل و معہذا تم مجتہد مطلق بن بیٹھے اور اس اجتہاد مین وسیع میدان الحاد تک جا پہنچے ہو نہ تمکو لفظ رسول اور وکیل کے معنی معلوم ہین اور ان الفاظ کے متعلقات (صلات) کی تمکو کچھ خبر ہے۔ اسیوجہ سے تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف چٹھی رسان کی طرح قرآن کا پیغام رسان جانتے ہو اور آپ کے منصب تشریع احکام شرعی اور نیابت و خلافت الٰہی کے تم منکر ہو بیٹھے ہو۔ ذرا کتب [illegible] اور ادب [illegible] اہل [illegible] سے پوچھکر یہ بات معلوم کرو کہ دلیل کے معنے گو ایک ایسے بھی ہین جو بجز خدا تعالےٰ کسی مین پائے نہین جاتے۔ مگر ایک معنے ایسے بھی ہین جو معنی رسول کے قریب ہین اور وہ معنی رسول صلے اللہ علیہ وسلم مین بلکہ ہر ایک وکیل مختار میں بھی پائے جاتے ہین۔ ان معنی ثانی کی نظر سے آنحضرت کو رسول کہنا وکیل کہنے کے برابر ہے خصوصًا اس حالت میں کہ آپکو رسول کہنے کے ساتھ خدا تعالےٰ نے منصب حکومت واستحقاق اطاعت واختیار تشریع احکام حلال و حرام واجازت امر و نہی وتبیین وتفسیر وحی جلی سب کچھ عطا کردیا ہے اور آپکے نطق و بیان کو اپنی وحی قرار دیا ہے چنانچہ خوب بسط و تفصیل سے یہ منصب آپ کا ثابت کردیا گیا ہے۔ جس کا جواب باصواب تا قیامت تم سے ادا نہو سکیگا۔ بااین ہمہ عطا و اصطفا پھر جو آپ کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے۔ کہ آپ وکیل نہیں ہین۔ تو اُس کے معنے یہ نہیں کہ

آپ خدا کی طرف سے اور خدا تعالیٰ کے وکیل نہین ہین اور آپکو تشریع احکام حلال و حرام کا اختیار نہین - اگر اس لفظ وکیل سے یہ معنی مراد ہوتے - تو آپ کے حق مین یہ الفاظ فرماجاتے لست لنا بوکیل (یعنے تو ہمارا وکیل نہیں) یا یہ الفاظ ارشاد ہوتے لست منا بوکیل یعنی تو ہماری طرف سے وکیل بلکہ اس کے معنے تو وہ پہلے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں یعنے لوگونکا کارساز یا اُن کی ہدایت کا ذمہ دار اور ان پر داروغہ و جبار نہیں آن معنی لفظ وکیل کی نظر سے اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ لوگون کی ہدایت کا کام ہمنے تیرے سپرد نہین کیا اور اُن کے نہ ماننے کا تو جواب دہ نہو گا اور تجھسے اس امر کا جواب طلب نہ کیا جائیگا۔ کہ تونے انکو کیون فرمانبردار نہ بنایا اور کیون کفر سے نہ ہٹایا اور کیون راہ راست پر نہ پہنچایا یہ کام خاص ہمارا ہے - تیرا کام تو صرف ڈرا دینا اور احکام الٰہی کا سنا دینا ہے - یہ معنے اس لفظ وکیل کے جس کی آپ سے نفی کی گئی ہے خود اس آیت سے جسکا ایک ٹکڑا چکڑالوی نے نقل کیا ہے اس کے لفظ عَلَيْهِمْ سے باسانی سمجھ مین آسکتے ہیں - مگر بشرطیکہ کچھ سمجھ ہو اور الفاظ عربی علم ادب [illegible] کے معنے سے کچھ خبر ہو اور اس معنی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نفی ہونے کی مبین اور مفسر قرآن میں اور بہت سی آیات موجود ہین مگر جبکہ کوئی سننے اور دیکھنے اور سمجھنے والا ہو ۔ اگر درخانہ کسی است حرفی بس است - اور یہان تو آیات قرآن اور محاورات عرب اکثرت کے ساتھ اس معنی نفی کی تشریح کر رہے ہین سو اولاً ہم کتب لغت و محاورات عرب سے لفظ وکیل کے وہ معنی جنہین پہلے معنے اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں اور ان ہی معنی سے وکیل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں نفی کی گئی ہے اور دوسرے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اور اِن معنی کی نظر سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا وکیل کہنا صحیح ہے بیان کرتے ہیں - پھر کتب لغت کی تائید مین آیات قرآن نقل کی جائینگی - قاموس میں ہے وکل باللہ یکل وتوکل علیہ واوکل واتکل استسلم الیہ ووکل الیہ الامر وکلاً ووکولاً سلمہ وترکہ یعنی جب خدا تعالیٰ کی نسبت لفظ وکل

توکل- اوکل- اتکل بولتے ہین تواسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ سب کچھ خدا تعالی کو سونپا اور اوس کی فرمانبرداری کی اور اُسکو کارساز بنالیا اور جب کسی انسان کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو وکیل کیا- تواس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ وہ کام اس کو سپرد کیا اور اس کے اختیار مین چھوڑا- اِس عبارت سے صاف ثابت ہے- کہ وکیل بمعنے اول خداتعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی ثانی رسول وغیرہ انسانون پر بولا جاتا ہے- یہی دوسرے معنی قاموس میں ارسال و رسالت کے کئے ہین جو رسول میں پائے جاتے ہین چنانچہ کہا ہے الارسال التسليط والاطلاق والاهمال والتوجيه والاسم الرسالة یعنی ارسال کسی چیز یا شخص کو باوجود خود صاحب قدرت وطاقت ہونے کے کسی کام مین لگانا اور مطلق اختیار دینا اور اوس پر اسکو چھوڑنا اور متوجہ کرنا- اسی محاورہ سے لفظ رسالت ہے منتهى الارب میں ہے- وكل بالله وكلا بالفتح تکیہ نمود بہ خدا و اعتراف کرد بعجز خود وكل اليه الامر وكلا ووكولا کار بروگذاشت و سپرد بوے- اس عبارت میں پہلے معنے وکیل کو خدا کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور دوسرے معنے کو عام اور یہی دوسرے معنے منتهى الارب میں ارسال کے کئے گئے ہیں جو انبیاء مین پائے جاتے ہیں چنانچہ صفحہ ۹۵ میں لکھا ہے ارسل فلان [illegible] ارسال [illegible] گماشتن وفروگزاشتن بخود وورہا کردن ، وفرستادن بہ پیغام- صراح مین ہے- توکیل وکیل گردانیدن وگزاشتن کار بکسے توکل اعتراف بعجز واعتماد بر غیر خود کردن- توکلت علی فلان امری ای اعتمدتہ- اس مین وکالت کے وہ معنے جو خدا تعالی سے مخصوص ہیں ملے پر رکھے ہیں اور معنی وکالت بمعنی رسالت کو نمبر اول پر اور ارسال کے معنے یہ بیان کئے ہیں- ارسال فرستادن پیغام- رسالت پیغام مرسل رسول فرستادہ- ان عبارات ومحاورات سے بخوبی وضح ہوا کہ لفظ وکیل بمعنے کارساز وعاجز نوازخدا تعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی کارندہ وگماشتہ بندگان خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور اس معنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالی کے وکیل ہیں- اب بیان کتب لغت کی تائید میں آیات قرآن نقل کی جاتی ہین- جنسے صاف ثابت ہو کہ

٥٢

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وکیل ہونے۔ کی بمعنے اول جو خدا تعالے سے مخصوص ہی تھی کی ہے نہ بمعنی ثانی جو تمام بندگان خدا اختیاران عدالت وغیرہ سب میں پائی جاتے ہین۔ جس آیت کا ٹکڑا

اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (زمر ـ ع ۱۴)

چکڑالوی نے نقل کیا ہے اس کا پورا مضمون یہ ہی ـ کہ ہمنے تیری طرف کتاب لوگون کے رہنمای کے لئے حق کے ساتھ بھیجی ہے پھر جس نے راہ پائی اسنے اپنی جان کے لئے اور جو بہک گیا اوس کا وبال اوسپر پڑیگا۔ تو اُن کی ہدایت کا وکیل (ذمہ وار) بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ یعنی تجھسے جواب طلب نہ کیا جائے گا۔ کہ کیون وہ راہ پر نہ آئے اس مضمون

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (شوریٰ ع)

کی ایک اور آیت ہے جس میں ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ مجھے چھوڑ اپنے کارساز و مالک دوسرون کو بناتے ہین ان کا خدا تعالیٰ خود نگران اعمال ہے اور تو ان پر وکیل (محافظ و ذمہ وار) نہیں یعنی تجھسے سوال نہ ہوگا کہ وہ کیون خدا تعالے سے منحرف ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور

[illegible] ضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (ہود ـ ع ۲)

[illegible] شاد ہے۔ شاید تیرا دل (اے ہماری نبی) تنگ ہو کہ وہ کہتے ہین کہ اسپر خزانہ کیون نہین اوترا۔ تو تو صرف ڈرانیوالا ہے ہر چیز کا کارساز تو خدا تعالیٰ ہے یعنے تیرا یہ کام نہین کہ جو کچھ وہ چاہین وہی انکو بہم پہنچا دے۔ اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے جس میں

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (انعام ع ۸)

ارشاد ہے۔ کہ تیری قوم اس قرآن کو جھٹلاتی ہے حالانکہ وہ حق ہے۔ تو کہدے میں تمپر وکیل نہین ہون یعنے میرا یہ کام نہین کہ تمکو جھٹلانے سے روک لون۔ ایک اور آیت مین ارشاد ہے

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (غاشیہ)

تو اُنپر داروغہ نہین ہے۔ جو منہ پھیر لیگا اور کافر ہوگا اسکو خدا تعالیٰ خود بڑا دکھ دیگا۔

ان آیات نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا ہے کہ آپ وکیل نہیں انہیں یہ مراد ہے۔ کہ آپ بندون کی ہدایت کے مالک خود مختار ذمہ وار نہیں ہیں ان آیات میں یہ مراد ہرگز نہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کیطرف سے تشریع احکام حلال وحرام کے مختار اور وکیل نہیں۔ اس معنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہونے کے نفی کرنے سے چکڑالوی نے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ ایسی باتیں قرآن سے نکالکر وہ کتاب اللہ کی آیات سے ہنسی کر رہا ہے اور جاہلوں کو آیات کے غلط معنی سنا کر گمراہ کرتا ہے۔ اور واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کیطرف سے وکیل۔ نائب۔ خلیفہ ورسول سب کچھ تھے اور آپکا ساختہ پرداختہ خدا تعالیٰ منظور ہے اور کیون نہ ہو آپ دین میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے۔ بلکہ آپ جو فرماتے تھے خدا تعالیٰ کے حکم سے مرضی سے اجازت سے وحی سے کہتے

چودھوین آیت (جس پر غلطی سے نمبر ۱۵ لگا یا گیا ہے) اور اس فتوے کی آخری آیت ہے اس مضمون کی ہے۔ کہ اُن لوگون پر خدا کی رحمت ہے جو رسول اُمی کی پیروی کرتے ہیں

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (اعراف ع)

وہ نبی جس کا ذکر توریت وانجیل میں پاتے ہیں اور اونکو نیک کامون کا حکم دیتا ہے۔ بری باتون سے روکتا ہے ستھری چیزین ان کیلئے حلال کرتا ہے گندی چیزین اون پر حرام کرتا ہے اونکے بوجھ اوتارتا ہے انکی طوق دور کرتا ہے جو لوگ ایمان لائے اوہنون نے آپ کی عزت کی اور آپ کو مدد دی اور اُس نور کی جو اس کے ساتھ اوتارا گیا ہے (یعنی قران وحدیث) پیروی کی وہی چھٹکارا پانیوالے ہیں اس آیت میں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی تعریف وتوصیف چند ایسی صفات سے ہوئی ہے

جو رسالت یا قرآن کی صفات بن نہیں سکتی جیسے آپ کا نبی ہونا۔ امی ہونا وغیرہ وغیرہ لہذا چکڑالوی نے رسول کی تاویل رسالت سے نہیں کی۔ اور ناچار مجبور ہو کر آپ کی ذات مقدس ہی مراد بتائی مگر اس شرارت سے پھر بھی نہ رہ سکا کہ آپ کے حکم امر و نہی وغیرہ کو احکام کتاب اللہ سے مخصوص کر دیا اور ترجمہ آیت میں از خود یہ بڑھا دیا کہ جو آپ کتاب اللہ کے مطابق حکم دیتے ہیں وہ مومن مان لیتے ہیں او جو صریح الفاظ آیت سے آپکا منصب تشریع احکام ثابت ہوتا ہے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ محمد عربی کو اللہ تعالےٰ نے وکیل بنا کر دنیا میں نہیں بھیجا تھا بلکہ صرف رسول۔ بس آپکا صرف یہ منصب تھا کہ آپ خدا کے فرمودہ امر و نہی اور حلال و حرام مذکورہ قرآن لوگوں کو پہنچا دیں یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔

الجواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کی طرف سے وکیل و مختار ہو کر آنا ابھی ایسا ثابت کیا گیا ہے جسمیں چکڑالوی کو دم مارنے کی مجال اور جگہ نہیں اب اسکو لازم ہے۔ کہ وہ اس آیت کو [illegible] ظاہری الفاظ [illegible] سے مان لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب تشریع احکام حلال و حرام کو تسلیم کرلے اور اس آیت کے جو غلط معنی اُس نے کئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی احکام حلال و حرام جو قرآن میں مذکور ہیں لوگوں کو پہنچائے تھے ندامت کے ساتھ واپس لے لے۔ آنحضرت صلعم کا احکام مذکورہ قرآن پہنچانا تمام اہل اسلام مسلم ہے۔ اس کے ذکر و بیان و ثبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ علاوہ بران ایسے احکام بھی آپ نے پہنچائے ہیں۔ جنکا قرآن میں ذکر نہیں (جیسے گدھے کتے وغیرہ کی حرمت) اور آیت بلغ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ان احکام کو بھی شامل ہے۔ اور لفظ مَآ اَنْزَلَ عام ہے جس میں احکام علاوہ از قرآن جو بذریعہ وحی خفی خدا کی طرف سے نازل ہوتے تھے داخل ہیں۔ اور اس بات کا چکڑالوی اپنی تفسیر میں اقرار کر چکا ہے چنانچہ اصل عبارت تفسیر صفحہ ۳۳۲ دیکھئیں نقل ہو چکی ہے لہذا اب اس کا مَآ اَنْزَلَ کو قران مجید سے مخصوص

کرنا اور احکام حدیث نبوی علاوہ از احکام قرآن کو اس سے خارج کرنا تحریف والحاد و زندقہ
(چھپا ارتداد) نہین تو اور کیا ہے

امر ششم کے متعلق جو اصل الزام چکڑالوی پر قائم کیا گیا اور ص۲۸ مین منقول ہے۔
اسکے اٹھانے اور مٹانے کے لئے چکڑالوی نے صحابہ کے ذریعہ پچھلے لوگون کو قرآن پہنچنے کے
انکار کی تائید مین چند آیات قرآن پیش کی ہین۔ جن سے وہ الزام رفع نہیں ہو سکتا
اور یہ امر ثبوت کو نہین پہنچتا کہ پچھلے لوگون تک قرآن صحابہ کے ذریعہ نہین پہنچا۔ از انجملہ
چار آئتین ایسی پیش کی ہین جن مین قرآن مجید کو صرف کتاب کہا گیا ہے۔ ان آیات کو
نقل کر کے اُن سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس حال مین قرآن مجید لکھا لکھایا۔ کتاب
کی صورت میں بنا بنایا آنحضرت کے وقت موجود تھا تو پھر صحابہ کا اس مین کیا دخل ہے۔
چنانچہ صفحہ ۹۴، رسالہ مین وہ لکھتا ہے۔ کہ اسی طرح اور کئی مقامات مین قرآن مجید کو کتاب
کہا گیا ہے۔ اگر زمانہ رسول صلعم مین قرآن مجید کتاب کی صورت مین نہین تہا۔ بلکہ لوگون کی
زبانون و منتشر اوراق و پراگندہ ہڈیون اور پتون پر ہی تھا تو اسکو اللہ تعالےٰ کا کتاب فرمانا
[illegible] لکھی ہوئی
اور جمع کی ہوئی چیز کو کہتے ہین (دیکھو منتہی الارب) پس لفظ کتاب ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ قرآن مجید
رسول اللہ کے زمانہ ہی مین لکھا گیا تہا اور جمع ہو گیا تہا۔

الجواب

چکڑالوی نے جو کچھ کہا ہے محض جھوٹ کہا ہے اور اس سے ہی اس کا مدعا و نتیجہ ثابت
نہین ہو سکتا۔

اس کی جھوٹ دروغ گوئی کا بیان

یہ بات نہ تو منتہی الارب مین لکھی ہے اور نہ کسی اور کتاب لغت عربی مین ہے کہ کتاب لکہی ہی کہلاتی ہے

جو سب کی سب پوری لکھی گئی ہو اور کتاب کی صورت مروجہ زمانہ حال مین جمع ہو گئی ہو - بلکہ منتہی الارب وغیرہ کتب لغات مین ہر ایک نوشتہ کو کتاب کہا گیا ہے - خواہ دو حرفی خط ہی کیون نہو جلد ۴ منتہی الارب مین بصفحہ ۲۳۵ لکھا ہے - کتاب بالکسر نبشتہ و نامہ ایسا ہی صراح مین لکھا ہے - کتاب - نوشتہ و نامہ - اور قاموس مین ہے کتبہٗ - کتبًا وکتابۃً خطّہٗ کَکَتَّبَہٗ واکتتبہٗ او کتبہٗ خطّہٗ واکتتبہٗ استملاہ کاستکتبہٗ والکتاب مایکتب فیہ والصحیفۃ یعنے کتاب کے معنے لکھنے کے ہین اکتتب کے معنے دوسرے سے لکھوا لیا کتاب اس کو کہتے ہین جسمین کچھ لکھا جاوے اور خط کو بھی کہتے ہیں - اس شہادت و محاورات عرب کے موافق کتاب ہر ایک کتبہ و نوشتہ (خواہ وہ پتھر یا ہڈی پر ہو خواہ ایک ہی ورق ہو) کتاب ہی کہلاتا ہے - اور خدا تعالی کا ان متفرق پارہا ے قرآن کو جو آنحضرت کے وقت مین کھجور کے پٹھون بکری کے شانون اور متفرق کاغذون پر لکھی ہوئی تھی - چنانچہ صحیح بخاری مین ہے اور وہ بصفحہ (۱۷۳) تفسیر چکڑالوی سے منقول ہو گا - جھوٹ نہین کہلاتا جھوٹ وہی بات ہے جو چکڑالوی نے کہی - کہ زبان عرب مین کتاب وہی کہلاتی ہے جو سب کی سب ایک جگہ جمع ہو کر کتاب کی عرفی صورت مین آگئی ہو -

اس کے اس جھوٹ سے بھی اس کے مدعا و نتیجہ کا ثابت نہ ہونا

بطور فرض محال فرض کیا اور مان لیا کہ آنحضرت کے وقت مین قرآن مجید ایک جگہ لکھا گیا تھا اور کتاب کی عرفی صورت مین جمع ہو گیا تھا پھر بھی مداخلت اور وساطت صحابہ کے بغیر لکھا نہین گیا - اس کو کتاب کی صورت مین جمع کرنے والا کون تھا - کیا وہ آسمان سے خدا تعالی کے ہاتھ سے لکھا ہوا آیا تھا یا جبرئیل علیہ السلام لکھکر لایا تھا - ان دو نو احتمالون کی نفی چکڑالوی کے اس اعتراف سے بخوبی ہوتی ہے جو صفحہ ۸۰ رسالہ مین اس نے کیا ہے اور وہ بصفحہ (۲۹۱) نمبر (۱۱) منقول ہوا ہے - کہ قرآن تیئس سال مین تھوڑا تھوڑا نازل ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالی ورقون کی ایک کتاب

جلد کرا لی ہوگی۔ اس میں جون جون آیات نازل ہوتی گئین۔ انکو جس صورت مین جبرئیل نے کہا لکھدیا اور اپنی تفسیر مین چکڑالوی نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل لوح محفوظ سے قرآن یاد کر کے آتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرا دیتے چنانچہ اصل عبارت تفسیر عنقریب منقول بصیغہ (۱۲۷) ہوگی۔ اب رہا تیسرا احتمال کہ آنحضرت خاص اپنے دست مبارک سے قرآن لکھ لیتے۔ چکڑالوی کا ادعا اسکے قول آیندہ مین بھی پایا جاتا ہے۔ مگر قرآن اس ادعا کو صاف جھٹلاتا ہے۔ قرآن نے آنحضرت کو امی کہا ہے اور یہی امر عام اہل اسلام وغیرہ اقوام مین مسلم چلا آتا ہے اور امی وہی کہلاتا ہے جو نہ لکھ سکے اور نہ لکھا ہوا پڑھ سکے اور آنحضرت کی نسبت یہ بھی قرآن مین آگیا ہے کہ آپ کبھی نہ لکھتے اور نہ لکھا ہوا پڑھ لیتے۔ ایسا ہوتا تو منکرین

> وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ (سورہ عنکبوت ع ۵)

کو قرآن کے کلام الہی ہونے میں شک کرنے کا اور اس کی ثبوت مین یہ عذر پیش کرنے کا موقعہ ملجاتا۔ کہ یہ شخص لکھا پڑھا ہے اپنی لیاقت علمی سے یہ قرآن از خود تصنیف کر لیا ہے۔

اور جب ایک جگہہ جمع ہونا اور لکھا جانا قرآن کا نہ خدا کی طرف سے ہے نہ جبرئیل کیطرف سے اور [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] اس قرآن کو ایک جگہہ کرنیوالے اور لکھنے والے بجز اصحاب نبوی جو کاتبان وحی کہلاتے تھے اور وہ پانچ مشہور کاتب تھے اور کون شخص ہو سکتا ہے۔ اور یہی اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔ اور اسیکو چکڑالوی نے اپنی تفسیر مین تسلیم و بیان کیا ہے۔ چنانچہ اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔

قرآن مجید کی تالیف و جمع اور ترتیب و ترکیب کا مسئلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے تھوڑے دنون کے پیچھے ہی معرض سوال مین آگیا۔ اگرچہ قرآن مجید کو کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہین اور اس کی اپنی اندرونی شہادت کافی وافی اور شافی ہے جیسا کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے مگر تاہم اب ہم ہر موافق و مخالف کی تفہیم کے لئے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آیات مرقومۃ الصدر کی تعلیم کے موافق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح اور کس طریق پر تقریری اور تحریری طور پر تبلیغ

فرمایا کرتے اور کس طرح یہ قرآن مجید جو اب ہمارے ہاتھوں میں بین الدفتین موجود ہے اسی کی تالیف وجمع اور ترتیب کی نسبت سوال ہونے اور پھر اُن کے جواب ملنے لگے سو ان باتوں کے دیکھنے کے لئے سب سے معتبر اور سب سے صحیح تاریخ کی ضرورت ہے۔ اور وہ سب کو معلوم ہے کہ بعد کتاب اللہ اصح الکتب صحیح بخاری ہے۔ سو پہلے تو ہم اسی کتاب کی روایات کو معرض نقل میں لاتے ہین اور پھر اسکے بعد صحاح کی اور کتابوں کی معتبر اور صحیح روایتوں کو جنسے جرح مدفوع ہے بطور شہادت ومتابعات بعونہٖ ومنہٖ وتوفیقہٖ تعالی نقل کرتے ہیں۔

احادیث متعلقہ تالیف وجمع قرآن کریم

(۱) عن قتادة رض قال سئلت انس بن مالک رضی الله تعالی عنہ من جمع القرآن علی عهد النبی صلعم قال اربعة کلهم من الانصار ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید (البخاری باب القراء من اصحاب النبی من کتاب فضائل القرآن)

(۱) قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ جو تابعی ہیں اور سنہ ۱۱۸ ہجری کے بعد ان کی وفات ہوئی انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اکثر بار عموماً ساتھ ہی رہتے تھے سوال کیا کہ یہ قرآن مجید جو بین الدفتین اپنی ترتیب و تالیف ہم مین پڑھا جاتا ہے نبی صلعم کے عہد مبارک مین اس کا جامع کون تھا او نہون نے فرمایا کہ چار شخصون نے جو سب کے سب انصار تھے اس کو جمع کیا تھا اور وہ چار شخص یہ ہین۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابو زیدؓ۔ اِس حدیث مین لفظ القرآن اور جمع کچھ تشریح طلب ہیں القرآن مین ال عہدی حضوری ہے اور جو معنے ھٰذا یا ھذہ آتا ہے گویا تابعی قرآن مجید کو جو اُن کے وقت ہیں جس ترتیب آیات وسور اور جس تالیف اور جمع کے ساتھ موجود تھا اور رات دن اس کی تلاوت ہوتی تھی سامنے حاضر کرکے سوال کرتا ہے اور صحابی انس رضی اللہ تعالی عنہ اس کو اسی قرآن مسئول عنہ کی بابت فرماتے ہین جو اوپر لکھا گیا ہے اور جمع کی مراد سینے کی جمع نہیں ہے۔ سینے مین جمع کرنے والے یعنے حفاظ تو بکثرت تھے یہاں صرف جمع کتابت مراد ہے یعنے قرآن مجید جون جون نازل ہوتا تھا حسب فرمان ہدایت نبوی صلعم لکھنے والے۔ اور واضح رہے کہ کاتبان وحی کئی ایک اصحاب تھے

تھے جنمیں سے سب سے احص کاتب وحی چیف زید بن ثابت تھے اور اگر اتفاقاً یہ کبھی [illegible] نزول
موجود نہ ہوتے تھے تو اور اصحاب سے یہ کام [illegible] تھا مثلاً یہ تو وہی اصحاب ہین جو اوپر
لکھے گئے ہین اور کبھی ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کام لیا جاتا تھا اور کبھی اورون سے بھی
[illegible] ہوتا اور اکثر یہ کام زید بن ثابت سے لیا جاتا تھا اور [illegible] ین [illegible] ت وحی اور کابت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لقبون سے یاد کیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت
حکم دیا کرتے تھے کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ اور اوسکو کہو کہ قلم دوات
وغیرہ ساتھ لاوے۔ براء (صحابی) رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب یہ آیہ کریمہ (لا یستوی
القاعدون من المؤمنین الایۃ) نازل ہوی تو اوسوقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۲) ادع لی زیداً ولیجئ باللوح والدواۃ والکتف الحدیث (بخاری باب کاتب النبی)	کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور وہ تختی اور دوات اور شانے کی ہڈی لیکر آوے" اسی طرح ثابت

ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اون کو ایسا ہی فرمایا کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو
وحی نازل ہوا کرتی تھی اوسکو لکھا کرتا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے

کن کن چیزوں پر [illegible] وحی کو لکھا [illegible] | [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کاغذ کمیاب

تھا اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اس بات کا انتظار نہ فرماتے تھے کہ ضرور کاغذ ہی ہو
تو اسپر لکھا جاوے بلکہ اس وحی کے لکھانے میں اس قدر اعتنا اور اہتمام مالاکلام فرمایا کرتے تھے
کہ جب کبھی کوئی آیت یا سورت نازل ہوا کرتی تھی تو اوسی وقت زید بن ثابت رضی اللہ کو بلایا کرتے
تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مل سکے وہی لیکر حاضر ہو جاوے کچھ پرواہ نہین کہ وہ کاغذ کا کوئی
ٹکڑا ہو یا شانے کی کوئی ہڈی یا پکی مٹی کا کوئی طباق یا چمڑہ وغیرہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے
مفصل حدیث آگے لکھی جائیگی انشاء اللہ تعالے اب صرف مسئلہ متعلقہ کے متعلق اس حدیث کا
ٹکڑا لکھا جاتا ہے۔ زید بن ثابت کاتب وحی فرماتے ہین کہ مینے حسب فرمان صدیق اکبر رضی اللہ تعالے
عنہ قرآن مجید کو ان اشیاء سے جنپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا نقل کیا چنانچہ

انکے الفاظ یہ ہین۔

فتتبعت القرآن اجمعۃ من العسب واللرقاع والاکتاف وصدور الرجال لحدیث بخاری آیا یستحب للکاتب ان یکون امینا عاقلا کتاب الاحکام

پس مین نے اس قرآن مجید کی رجو اسوقت باہن ترتیب وتالیف وجمع موجود ہے) تلاش کی اور کھجور کی تختیون اور کاغذ یا چمڑہ کے ٹکڑون اور پتھر کی تختیون یا پکی مٹی کے برتنون مثلاً طباق وغیرہ اور حفاظ کے سینونمین سے نقل کرکے ایک جلدمین اکٹھا کر دیا۔ غرضکہ اس اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلا امتیاز کاغذ یا چمڑہ یا پتھر یا ہڈی کے اُسی دم لکھوایا کرتے تھے جس دم کوئی آیت نازل ہوا کرتی تھی۔ اب یہ بتایا جاتا ہے کہ کس کیفیت کے ساتھ آیات نازل شدہ لکھائی جاتی تھیں۔

جس ترکیب کے ساتھ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام آسمان سے وحی لاتے تھے اوسی ترکیب کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حفظ کراتے تھے جیسا کہ پہلے آیات قرآنیہ سے ثابت ہو چکا ہے پھر اُسی ترکیب کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کاتبان وحی کو لکھواتے اور دیگر حفاظ کو حفظ کراتے اور جبریل علیہ الصلوۃ والسلام [illegible] لکھواتے [illegible] آپ فرماتے [illegible] آیت کو فلان سورت کے فلان آیت کے آگے لکھدو عثمان بن عفان۔ خلیفہ سوم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ

قال عثمان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تنزل علیہ الآیات فیدعو بعض من کان یکتب لہ ویقول لہ ضع ھذہ الآیۃ فی السورۃ التی یذکر فیھا کذا وکذا وتنزل علیہ الآیۃ والآیتان فیقول مثل ذلک الحدیث ابوداؤد باب من جھر بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کچھ آیتین نازل ہوتی تھین تو آپ اپنے کسی کاتب کی طلب فرمایا کرتے تے اور اسکو فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورۃ مین جہان یہ یہ ذکر ہے رکھ دینے لکھ اور آپ پر ایک یا دو آئتین ہی نازل ہوا کرتی تھین تو آپ اسی طرح فرمایا اور لکھوایا کرتے تھے۔

[illegible] کہ اس تسلیم و اعتراف چکڑالوی اور رقرار داد اہل اسلام سے ثابت ہوا ہے کہ قرآن کو لکھنے وا[illegible] صحاب ہوتے تھے تو چکڑالوی پر پھر وہی الزام جسکے مٹانے کے لیے اس نے

یہ جھوٹ بنایا تھا قایم ہو گیا - اور یہ جھوٹ اس کے کام نہ آیا - اب اسکو چاہیئے کہ یا تو کل اصحاب
نبوی کو مومن صادق و عادل مان لے اور انکی مروی احادیث نبوی کو جو بسند صحیح اس نے
محدثین کو پہنچی ہین قبول کرے اور ان اصحاب کو منافق و بے اعتبار ٹہرانے سے رجوع دتوبہ
مشتہر کرے - اور اپنے مذہب باطل رد احادیث صحیحہ نبویہ سے تائب ہو کر تمام مسلمانوں مین شامل ہو جائے
اور اگر یہ امر اس سے نہو سکے اور توبہ کرنا اسکو موت معلوم ہو تو پہر قرآن کو اور اسلام کو بہی
دونو ہاتھ سے سلام کر کے کہلم کہلا کافر اور دہری بن جائے اور ذرا سی شرم اور عقل کو
کام مین لا کر سوچے کہ قرآن ان ہی اصحاب نبوی سے پہنچا ہے وہ بے اعتبار ہوئے تو پہر
قرآن پر کیونکر اعتبار کیا جائے - ان چار آئیتون کے بعد دو آئیتین قرآن کی چکڑالوی نے اور
پیش کی ہین ایک وہ آیت جس مین کفار کا یہ قول نقل ہوا ہے - کہ قرآن پہلوں کے قصے ہیں

قالوا اساطیر الاولین اکتتبہا پ ۱۹ ع ۱ انکو حضرت نے لکھوا لیا ہے - چکڑالوی نے اس کا ترجمہ
لکھ لکھوا لیتا کیا ہے - اور اس سے آنحضرت کے مخالفین معترضین (عیسائیون وغیرہ)
کو اس بات کے کہنے کا [illegible] آنحضرت [illegible] وہ [illegible] شخص
تھے اپنی علمی لیاقت سے قرآن از خود تصنیف کیا ہے اور اس عبارت پر یہ جرأت
کہ صحابہ وغیرہ سلف امت پر معترض ہو کر یہ بولا ہے - کہ اس آیت سے یقیناً ثابت ہوتا
ہے - کہ کفار عرب بہی یہ جانتے تہے کہ محمد کے پاس قرآن شریف لکھا ہوا ہے اب جو
ہمارے زاہد اور مقدس مولوی کہتے ہین کہ کچھ قرآن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاریون
کے سینے سے لکھا تھا - ان کی خدمت مین گذارش ہے - کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کریں
اپنا عقیدہ کافرون کے عقیدے سے بھی بدتر نہ بنا دین -

اور دوسری آیت اس مضمون کی نقل کی ہے - جس مین ارشاد ہے

ان علینا جمعہ وقرانہ پ ۲۹ ع ۱۷ کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے -
اس آیت سے آنحضرت کا امّی ہونا ثابت کیا اور مخالفین اسلام کو اسی اعتراض سابق کا

اشاعۃ السنہ 1902

شمارہ نمبر 12 کے صفحہ نمبر

373,374,375,376

نہیں ملے۔

ہے جو اصل فتوے میں بصفحہ (۲۶۹) اور عبارت شرح فقہ اکبر میں بصفحہ (۳۰۶) گذری ہے جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کہ شفاعت مومنوں کو نفع دیگی۔ اور اگر شفاعت سے ہر جگہ قرآن میں شہادت مراد ہوگی۔ تو اسکا کافروں کو نفع نہ دینا اور مسلمانوں کیلئے نافع ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

شہادت کا اثر اصل عمل سے بڑھکر نہیں ہوتا۔ نہ اس سے کافروں کو انکی عمل سے بڑھکر سزا ملتی ہے۔ نہ مومنوں کو اصل عمل سے بڑھکر جزا ملتی ہے۔ عمل سے بڑھکر عذاب سے نجات یا ترقی درجات کی موجب تو شفاعت ہی ہوتی ہے۔ **امر سوم**۔ (آنحضرت صلعم پر القاء شیطانی ہونے) کی ثبوت میں چکڑالوی نے وہ آیت سورۃ الحج پیش کی ہے جو بصفحہ (۳۵۴) منقول ہوئی ہے۔ اور اسکی تائید و تکمیل میں چار واقعہ قرآن سے نقل کیے ہیں۔ جنکا ذکر صفحہ (۲۹۴) میں ہوا ہے۔

الجواب۔ چکڑالوی نے اسبات میں جو کچھ کہا ہے۔ اسمیں سفید جھوٹ سے کام لیا ہے نہ اس آیت میں یہ ذکر یا بیان ہے۔ کہ آنحضرت صلعم یا دیگر رسولوں پر شیطان کا القاء و تسلط ہوتا ہے۔ نہ ان واقعات اربعہ سے آنحضرت صلعم کا شیطان کے قابو میں آنا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس آیت سے تو آنحضرت کی عصمت اور آپکے اقوال و افعال کی دخل شیطان سے محفوظیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۳۵۵ میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ان واقعات اربعہ سے آنحضرت صلعم کا محل تسلط شیطان ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

اس آیت کا ترجمہ معہ تفسیر یہ ہے۔ اے نبی تجھ سے پہلے بھی جو رسول یا نبی گذرا ہے اسکی بات اور آواز میں یعنے نہ اسکے دل پر نہ زبان پر شیطان نے کچھ ڈالا یعنے اپنی آواز کو آواز رسول میں ملا دیا۔ تو اللہ تعالے نے شیطان کی ملونی کو مٹا کر نبی کو آگاہ کر دیا اور نبی کے مونہ سے جو کچھ آیات و احکام نکلی ان کو پختہ اور محفوظ کر دیا۔ یعنے شیطان کا تصرف حضرت کی کلام میں کچھ نہیں ہوا۔ صرف اسکا تصرف یہ ہوا

قال البغوی ان اکثر المفسرین قالوا معنے تمنی تلے وقرا کتاب اللہ ومعنے القی الشیطان فی امنیتہ ای فی تلاوتہ وقراءتہ قال ابن جریر ھذا القول اشبہ بتاویل الکلام ویؤید ھذا ماتقدم فی تفسیر قولہ لایعلمون الکتاب الا امانی وقیل معنے تمنے حدث ومعنے فی امنیتہ فی حدیثہ

جو صفحہ ۳۵۴ میں کاتب کی غلطی سے سورہ حج کی جگہ سورہ نور لکھا گیا ہے۔ ناظرین اسکو درست کرلیں۔

روی ھذا عن ابن عباس وقیل معنے تمنے
تال فحاصل معنے الآیۃ ان الشیطان اوقع فی
مسامع المشرکین ذلک من دون ان یتکلم بہ
رسول اللہ ولا جری علی لسانہ (فتح البیان
صفحہ ۱۰۱ جلد اوّل)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ آواز نکالکر
سامعین کے کانوں تک پہنچائی۔ اور وہ بھی قائم
رہنے نہ پائی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی ملونی
پر آنحضرت صلعم کو اطلاع کر دی۔ ایسا ہی تفسیر
فتح البیان۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے۔

اور واقعات اربعہ مذکورہ کے متعلق قرآن مجید میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ثابت
ہو اکہ شیطان کا آنحضرت صلعم پر القاء یا تسلّط ہوا۔

پہلے واقعہ کے متعلق چکڑالوی نے صرف آنحضرت صلعم کا کسی حلال چیز کی نسبت قسم کھانا بیان
کیا ہے۔ اور قرآن میں بھی کوئی لفظ اس سے بڑھکر نہیں ہے۔ اور آنحضرت صلعم کا یہ قسم کھانا ایک
خانگی مصلحت اور انسانی عقل و تجویز سے تھا۔ جسکو خدا تعالےٰ نے خلاف افضل ٹھہرا کر آنحضرت

الظاھر ان الخطاب لیس بطریق العتاب بل
بطریق التنبیہ علی ان ما صدر منہ لم یکن
کما ینبغی (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۳۲)

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے افضل بتایا پس اس فعل نبوی
میں شیطان کا القاء تجویز کرنا شیطان ہی کا کام ہے
نہ کسی انسان کا۔

دوسرے واقعہ میں چکڑالوی نے آنحضرت صلعم کا ایک عورت کو اسکے خاوند پر حرام کرنا بیان
کیا ہے۔ اسکی نسبت ہم بصفحہ (۳۵۷) بیان کر چکے ہیں کہ یہ امر نہ قرآن میں ہے نہ کسی حدیث صحیح میں

ھھنا روایتان یروی انہ قال ما اعلمک
الا قد حرمت علیہ وروی انہ قال لھا حرمت
علیہ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۸)
الظھار کان من اشد طلاق الجاھلیۃ
+ + + لاکن الذین روی انہ قال لھا
حرمت او قال ما اراک الا حرمت کالدلالۃ

یہ صرف تفسیروں کی ایک روایت ہے جسکے برخلاف
بھی ہمیں روایت موجود ہے۔ اور اگر فرض کیا اور مان
لیا جاوے کہ آپنے اس عورت کو حرام بھی کہدیا
تھا تو وہ بنظر عام دستور اور رسم عرب کے تھا۔ آنحضرت
نے عقل انسانی سے رواج عام کے مطابق اس
عورت کو کہدیا تھا کہ میری رائے میں تو حرام ہو چکی

علیٰ انه کان مشغولاً (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۳۹) | جسکو خدا تعالےٰ نے فسخ کردیا۔ اس لئے انسانی

میں القاء شیطانی تجویز کرنا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ کسی انسان کا۔

تیسرے وقعہ کی نسبت چکڑالوی نے بیان کیا ہے۔ کہ چند لوگوں نے عذر کیا۔ کہ ہم لڑائی میں جانے سے معذور ہیں تو آپ نے اُنکو گھر رہنے کی اجازت دی۔

اس اجازت دینے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے انسانی عقل سے کام لیا اور انکو معذور سمجھکر اجازت دیدی۔ خدا تعالیٰ نے جو عالم الغیب اور واقف حقائق ہے۔ ان لوگوں کا جھوٹ ظاہر کر کے آپکو آگاہ کردیا۔ اور جو آپ سے انسانی غلطی ہوئی تھی۔ اُسکو معاف کیا۔ اس انسانی رائے کو بھی شیطانی القاء کہنا شیطان ہی کا کام ہے نہ کسی انسان کا۔

چوتھے وقعہ میں چکڑالوی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں سرگرمی و توجہ سے مصروف تھے۔ کہ اندھے نے آپکی کلام کو قطع کرنا چاہا۔ اسلئے آپ نا توجہ ہوئے۔ یہ فعل نبوی انسانی عقل کے عین مطابق تھا۔ اس اندھے کو انسانی عقل اور عام اصول اخلاق کے رو سے ہرگز قطع کلام نبوی مناسب نہ تھا عقلاء کا مقولہ ہے ؎ مجال سخن تا نہ بینی ز پیش ٭ بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش ٭ ؎

دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن ٭ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس اندھے کیطرف متوجہ نہونا عقل انسانی اور عام اصول

الاول ان ابن ام مکتوم کان یستحق التادیب والزجر فکیف عاتبه الله علیه الجاب الامر وان کان علی ما ذکرتم الا ان ظاهر الواقعة یوهم تقدیم الاغنیاء علی الفقراء وانکسار قلوب الفقراء ولهذا السبب وقعت المعاتبة ونظیره ولا تطرد الذین یدعون ربهم بالغداوة والعشی

اخلاق کے عین مطابق تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلےٰ درجہ اخلاق پیدا کیا تھا۔ چنانچہ فرمایا ہے " وانك لعلیٰ خلق عظیم " لہٰذا خدا تعالیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام اصول اخلاق پر چلنا اور اُس اندھے کی دل شکنی کرنا اور غنی کو فقیر پر مقدم کرنا جو اُس عدم توجہی سے بظاہر مفہوم و متوہم ہوتا تھا۔ پسند نہ آیا۔ اور

64

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۷۵)　　آنحضرت صلعم کو اس عدم توجہی پر متنبہ کیا گیا۔

پس اس فعل نبوی کو القاء شیطانی قرار دینا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ کسی انسان کا۔

یہ بات مسلمانوں میں مسلّم ہے اور محتاج بیان و ثبوت نہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تسلط شیطانی سے محفوظ و معصوم ہیں۔ جس پر نص قرآن انّ عبادی لیس لک علیہم سلطان قطعی دلیل ہے۔ چکڑالوی بہ تقلید و پیروی عیسائیوں کے اس بات کو نہیں مانتا تو کوئی اور دلیل پیش کرے۔ جو عصمت انبیاء کو باطل کرتی ہو۔ ان چاروں واقعات اور آیت سورہ حج سے اسکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس بحث و تفصیل سے چکڑالوی کے ایک ایک فقرہ ایک ایک حجت و عذر کا جواب جو مستلزم کفر و بدعت چکڑالوی کے متعلق اسکے رسالہ میں تھے پورا ادا ہوا۔

اسنے ہمارے جواب الجواب مباحثہ کا بھی برائے نام کچھ جواب دیا ہے۔ مگر چونکہ اوّلاً ہم اسکو قابل خطاب و بحث نہیں جانتے۔ جو کچھ ہمنے اسوقت تک لکھا ہے۔ وہ مضمون چکڑالوی پر اقبالی ڈگری کی تائید میں [illegible] لوگوں کی فہمائش کیلئے [illegible] شائع [illegible] جواب الجواب مباحثہ کو مضمون چکڑالوی پر اقبالی ڈگری سے پورا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہ جواب صرف احمقانہ اور جاہلانہ جواب ہے۔ لہٰذا ہم اس جواب جواب الجواب کے متعلق تفصیلی بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتے صرف اپنے ناظرین کو اسکے مغالطات پر اجمالی اطلاع دیتے ہیں۔

مغالطہ اوّل صفحہ ۱۵ میں چکڑالوی سود قرض کا حکم قرآن سے بیان کرکے مدعی ہوا ہے کہ وہ حکم تمام معاملات سود پر حاوی ہے۔ وجہ مغالطہ قرآن میں صرف ربو قرض کا بیان ہے اس سے ربوا فضل (مثلاً ایک روپیہ کی ۱۹ ماشہ چاندی لینا۔ جیسا کہ آجکل نرخ ہے۔ یا ایک اشرفی کے بدلے دس تولہ سونا لینا) کا حکم کہاں نکلتا ہے۔ جسکے دماغ میں ذرا سی عقل ہوگی اور حواس قائم وہ کبھی نہ کہیگا۔ کہ آیت حکم سود قرض سے حکم سود فضل سمجھ میں آتا ہے۔

مغالطہ نمبر ۲۔ صفحہ ۱۷۔ وحی خفی یار لوگوں کی تراشیدہ ہے۔ وجہ حدیث نبوی کو خود چکڑالوی

(اسکا بقیہ صفحہ ۲۸۳ و ۲۸۴ میں دیکھو)

۸۵

ڈرلو